مولانا ابوالکلام آزاد کی دینی خدمات

ڈاکٹر واثق الخیر

ایسوسی ایٹ ایڈیٹر، تاریخ ادب اردو

مولانا ابوالکلام آزاد بیسویں صدی میں اسلام کے سب سے بڑے شارح، ترجمان، مذہبی مفکراور دینی مبلغ کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ وہ اپنے اجتہادی فکر سے ہندوستانی مسلمانوں کو نئی جہتیں عطا کیں جس کی وجہ سے آزادی کے بعد رونما ہونے والے مختلف سیاسی، سماجی، تہذیبی، ثقافتی، تعلیمی واقعات اور حالات سے نبرد آزما کے لیے راہیں کھلیں۔ وہ اپنی تمام تر سیاسی وسماجی مصروفیات کے باوجود قرآن وحدیث، منطق وفلسفہ کی روشنی میں مسلمانان ہند کی آبیاری کرتے رہے۔ ان کا بڑا انوکھا اور بہت اہم کام یہی تھا کہ انہوں نے اسلام کی روح کو زمانے کی روح کے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ وہ مثبت، ترقی پسند اور صحت مند قدروں کو مثلاً جمہوریت، قومی اتحاد، سیکولر سماج، عالمگیر انسانیت، بنیادی انسانی حقوق اور آزادی ملک وقوم کو اسلامی سیاسی نظریہ کے مطابق برتتے رہے۔ مولانا آزاد کے سوچنے کے سانچے مذہبی اور اسلامی تھے۔ وہ انسانی معاشرت کو مذہبی کسوٹی پر ہی پرکھتے تھے اور سیاسی مطمح نظر کی بنیاد اسلامی اصول پر رکھتے تھے۔ ان کی فکر اور عمل کو اگر مذہب اور اسلام کے دائرہ سے جدا کر کے دیکھا جائے تو بہت سے مفروضے اور محرکات سمجھ میں نہیں آئیں گے۔

مولانا ابوالکلام آزاد بیسویں صدی میں بین الاقوامی دور کے تقاضے کو سمجھ رہے تھے اور اس وقت اسلام کی افادیت کو تسلیم کرانے کی ضرورت کو محسوس کر رہے تھے۔ مولانا سے اللہ تعالی نے یہ اجتہاد کرایا کہ جن ملکوں یا جن مقامات میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان سماجی لین دین اور معاملات میں اعتماد قائم ہے اور یہ لوگ آپسی اعتماد کے سبب امن وامان اور آرام وسکون سے رہتے ہیں کبھی بھی کسی

بھی مسئلہ یا معاملہ کے پیش نظر بدلہ لینے کی کوشش نہ کریں کیوں کہ اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

آزادی کے بعد مولانا آزاد کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ مسلمانوں کو ان کی جہالت کی زندگی سے نکالنا اور شرعی نظام کے تحت ان کی زندگی میں ضبط واتحاد پیدا کرنا تھا۔اس کے لیے مولانا نے جو طریقہ اختیار کیا وہ بہت اہم ہے۔ان کا خیال بالکل درست تھا کہ مسلمانان ہند ایک نظام شرعی کے تحت مجتمع ہو جائیں اور معاشرتی، تہذیبی، تعلیمی مسائل کے حل کے لیے اپنی تمام طرح کے وسائل کو استعمال میں لا کر اپنی زندگی کو بہتر بنائیں۔زکوۃ کا نظام قائم کر کے اپنی معاشی زندگی کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرلیں۔اپنے اندر اصلاح اور 'امر بالمعروف ونہی عن المنکر' کا نظام قائم کر کے اپنی اجتماعی اور معاشرتی زندگی کو ان لوگوں سے بچائیں جن کے لیے انہیں وقت کی عدالتوں میں رسوا ہونا پڑتا ہے۔مولانا آزاد چاہتے تھے کہ مسلمان اپنا ایک نظام عدل خود قائم کرلیں اور آپس کے چھوٹے موٹے جھگڑوں اور اختلافوں کو سلجھا لیا کریں۔

مولانا آزاد بیک وقت مذہب، فلسفہ، صحافت، سائنس اور عصری مسائل پر ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھتے رہے۔انہوں نے اپنے دور میں جو بھی مضامین لکھے ان میں سے زیادہ تر مضامین اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لیے لکھے گئے ہیں۔ابوالکلام آزاد کا مذہبی اور اسلامی تصور، سیاسی اور مذہبی تحریریں ماضی اور حال کے تجربات کی روشنی میں ہندوستانی مسلمانوں کے مستقبل کی فکرمندی سے عبارت ہے۔ان کے نزدیک مغرب یا غیر مسلموں سے تہذیب ومعاشرت اور سیاست کے سبق سیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ قرآن کی اتباع اور اسے مشعل راہ بنانا ضروری ہے۔آزاد کے وحدت ادیان، مشترکہ ہندوستانی تہذیب وقومیت کے تصورات اسی فکر کے مظاہر ہیں۔چونکہ مولانا آزاد روایتی تقلید کی زنجیروں سے آزاد تھے اور اپنے مشاہدہ، تجربہ اور نتائج کی بنیاد پر ہمیشہ چلے۔اسی بنیاد پر ابوالکلام آزاد نے اپنے تمام مذہبی، تہذیبی اور سیاسی زاویہ ہائے نظر کی بدلی ہوئی پالیسی پر عمل کر کے مثبت مذہبی قدروں کے فروغ کی بنیاد ڈالی اور اس طرح وہ اسلام کے حقیقی روپ کی طرف گامزن ہو گئے۔ان کے نزدیک مذہب کا حقیقی روپ راہ عقل وادراک سے نہیں بلکہ خالص اور بے میل جذبات سے طے کی جاتی ہے۔ان کا مقصد مذہب کے اس روپ کو سچا بتانا ہے جو انسان کے دل میں بلاواسطہ منعکس ہوتا ہے جو اپنی صداقت کے لیے کسی دلیل کا محتاج نہیں

رہتا۔آزاد کے نزدیک اپنے معاشرے کو بدلنے کا مطلب صرف سماجی اصلاح نہیں بلکہ مجموعی ذہنی وتہذیبی تبدیلی کا نام ہے۔مولانا آزاد کے نزدیک ''دین حق کا ماحصل'' مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔خدا کی صفات کا ٹھیک ٹھیک تصور۔اس لیے کہ انسان کو خدا پرستی کی راہ میں جس قدر ٹھوکریں لگی ہیں۔صفات ہی کے تصور میں لگی ہیں۔

۲۔قانون مجازات کا اعتقاد۔یعنی جس طرح دنیا میں ہر چیز کا ایک خاصہ اور قدرتی تاثیر ہے،اسی طرح انسانی اعمال کے بھی معنوی خواص اور نتائج ہیں۔ نیک عمل کا نتیجہ اچھائی ہے، برے کا برائی۔

۳۔معاد کا یقین۔یعنی انسان کی زندگی اسی دنیا میں ختم نہیں ہوجاتی،اس کے بعد بھی زندگی ہے۔اور جزا کا معاملہ پیش آنے والا ہے۔

۴۔فلاح وسعادت کی راہ اوراس کی پہچان۔[1]

مولانا ابوالکلام آزاد نے قرآن کریم کی دعوت کے ذریعے برطانوی سامراج کے خلاف مسلمانان ہند کے اندر جہاد کی روح پھونکی اور ذہنی جمود کو توڑنے کے لیے اجتہاد کی اسپرٹ پیدا کی۔آزادی کی جدوجہد کا جذبہ پیدا کیا۔ برطانوی حکومت اوراس کے محافظوں نے مذہب کے نام پر جو منافرت پھیلا رکھی تھی اسے ختم کرنے کے لیے مولانا آزاد نے ''ترجمان القرآن'' کے ذریعے حقائق کو نمایاں انداز میں پیش کرکے انسانی احترام اور آزادی کی تعلیمات پیش کیں۔ رسول اکرم صلعم سے عقیدت ومحبت کا بھرپور احترام کرنا سکھایا اوران کے اقوال کو اپنی تقریر اور خطبات میں جگہ بہ جگہ پیش کرکے دینی خدمات انجام دیں۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيفاً۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَالنَّاسَ عَلَيْهاَ۔ لَاتَبْدَيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَالنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَاتَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعاً۔ كُلُّ حِزْبٍ بِمَالَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۔

ترجمہ:۔

تم ہر طرف سے منہ پھیر کر ''الدین'' کی طرف رخ کرو۔یہی خدا کی بناوٹ

ہے جس پر اس نے انان کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بناوٹ میں کبھی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ یہی ''الدین القیم'' (یعنی سیدھا اور سچا دین) ہے۔ لیکن اکثر انسان ایسے ہیں جونہیں جانتے۔ (دیکھو!) اسی (ایک خدا) کی طرف متوجہ رہو، اس کی نافرمانی سے بچو، نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اور گروہ بندیوں میں بٹ گئے۔ ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے۔''۲

اللہ نے قرآن کریم میں سیاسی عدل اور معاشی انصاف کی جو تعلیمات پیش کیں اور رسول پاکؐ نے جن تعلیمات پر عمل کر کے اسلامی حکومت کو ایک رفاہی حکومت اور ہر قسم کی اونچ نیچ سے پاک صاف نظام حق کا نقشہ بنا کر پیش کیا تھا۔ مولانا آزاد نے اس نظریہ کے پیش نظر آیات قرآنی کی تفسیر کی مدد سے اس پر مکمل روشنی ڈالی ہے اور صالح انصاف پر مبنی معاشی نظام کی حمایت کر کے اس کو عملی زندگی میں لانے کی تلقین کی۔

اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لیے انہوں نے بے شمار مضامین لکھے۔ اور الہلال سے لے کر البلاغ تک میں مسئلہ خلافت، اسلام کا نظریہ جنگ، دعوت حق، قرآن کا قانون عروج وزوال اور ''ترجمان القرآن'' اور ''تذکرہ آزاد'' وغیرہ کتابوں میں جو بھی پیغامات پیش کیے وہ سب کے سب دین الٰہی کی دعوت کی تجدید ہے اور 'الامر بالمعروف والنہی عن المنکر' کو زندہ کرنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

''مسلمانوں کا سرمایہ زندگی کا یہی فرض ہے، وہ دنیا میں اس لیے کھڑے کیے گئے ہیں کہ خیر کی طرف داعی ہوتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی کو جہاں کہیں دیکھتے ہیں اپنے تئیں اس کا ذمہ دار سمجھ کر روکتے ہیں۔''۳

قرآن کہتا ہے۔

کتاب انزلنہٗ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور۔

ترجمہ:۔

قرآن ایک کتاب ہے جو تم پر نازل کی گئی ہے اس لیے کہ انسان کو تاریکی سے نکالے اور روشنی میں لائے۔۴

یہی وجہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد قرآن کو محور و مرکز مانتے تھے اور اس کے علاوہ کسی اور مرکز سے حاصل کیے گئے خیال کو صریح کفر سمجھتے تھے اور ان کو افسوس تھا کہ ہندوستانی مسلمان قرآن اور اسلام کی اصلی عظمت سے آگاہ نہیں ہیں۔ وہ بجا فرماتے ہیں۔

''ہم نے تو اپنے پولٹیکل خیالات بھی مذہب ہی سے سیکھے ہیں، وہ مذہبی رنگ ہی میں نہیں بلکہ مذہب کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اسلام انسان کے لیے ایک جامع اور اکمل قانون لے کر آیا اور انسانی اعمال کا کوئی مناقشہ ایسا نہیں جس کے لیے وہ حکم نہ ہو، وہ اپنی توحید کی تعلیم میں نہایت غیور ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل بنیں۔ مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا علمی، سیاسی ہو یا معاشرتی، دینی ہو یا دنیاوی، حاکمانہ ہو یا محکومانہ، وہ زندگی کے لیے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے۔'' ۵

مولانا آزاد نے اکثر جگہ کہا ہے کہ قرآن ایک روشنی ہے۔ روشنی جب نکلتی ہے تو ہر طرح کی تاریکی دور ہو جاتی ہے، خواہ مذہبی گمراہیوں کی ہو، خواہ سیاسی ہو۔ قرآن میں ہے۔

''قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔ یھدی بہ اللہ من التبع رضوانہ سبل السلام و یخرجھم من الظلمت الی النور باذنہ ولیھد یھم الی صراط مستقیم۔

ترجمہ:۔

تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے روشنی آ گئی ہے۔ ایک ایسی روشنی اور حق نما کتاب جو تمہیں روشنی کی طرف بلاتا ہے اور تاریکی سے نکالتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ٦

ہم عصر تناظر میں ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی ساری مصیبتیں صرف غفلت کا نتیجہ ہیں کہ انہوں نے اس خدا کی تعلیم اور عبادت گاہ کو چھوڑ دیا اور سمجھنے لگے کہ صرف نماز پڑھ لینے اور روزہ رکھ لینے سے ہی دین کے احکامات پورے ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے اس روش کو یکسر ترک کر کے ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل کے لیے خالص اسلامی نظریات و خیالات پر مبنی

پیغامات کو عام کیا۔ زبیر شاداب خان اپنے مضمون ''ابوالکلام آزاد کا تصور دین'' میں لکھتے ہیں۔

''انسانی قلوب کی حیات وممات اور قوموں کی اخلاقی زندگی اور موت کا بھی یہی حال ہے۔ مایوسیاں جب حد درجے تک پہنچ جاتی ہیں اور انسانی سعی، امید کی کوئی راہ اپنے سامنے نہیں دیکھتی تو وہ خدا جو انسانوں کی جسمانی زندگی کے لیے اپنے آسمان کو حکم دیتا ہے کہ باران رحمت کا دروازہ کھول دے۔ ضروری ہے کہ انسان کی قلبی زندگی کے لیے بھی اپنے ملائکہ رحمت کو بھیج دے تا کہ پیغام امید سے مردہ دلوں میں زندگی کی حرکت پیدا کردیں۔ مولانا آزاد نے اپنے مذہبی خیالات سیاسی، سماجی، اصلاحی غرض کہ زندگی کے ہر شعبے میں ایک بے مثل نگینے کی مانند جڑ دیے ہیں۔ القسطاس المستقیم، الجہاد فی الاسلام، معجزہ وخوارق، لاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ، کشف معانی سے قرآن کا مدعا کیا ہے؟ مسجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ، فاتحہ البلاغ اور اسی قسم کے ان گنت مضامین دین اسلام بالخصوص قرآن کے زرین خیالات سے مزین ہیں جن میں ماضی کی روداد بھی ہے۔ حال کا پس منظر بھی اور مستقبل کا مناسب انتخاب بھی۔ ہر چند کہ مولانا نے اپنے تمام خیالات کا اظہار قرآن واحادیث کی روشنی میں، دین کی حدود میں رہ کر کیا ہے لیکن ان میں زندگی کا ہر شعبہ، ہر مسئلہ، ہر عمل، ہر علم گویا کہ دنیا کی تمام فکریں جدید تر پیرائے میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔'' [۷]

مولانا آزاد کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب غیر ملکی سامراج کا بول بالا تھا اور قومی تفریق کا جذبہ پھل پھول رہا تھا۔ مغرب سے مرعوبیت باطل کے غلبے کو جلا بخش رہی تھی۔ جب حق وصداقت کا اصلی تصور، اہل مذاہب کے درمیان ناپید ہو رہا تھا اور طرح طرح کے غلط نظریات لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ ایسے ہی وقت میں مولانا آزاد نے اسلامی توحید کا پیغام ایک بار پھر افراد ملت، اہل ملک اور پوری انسانیت کو دیا۔ ''ترجمان القرآن'' بیسویں صدی میں اسلام کی ترجمانی ہے اور اسلام کو اس کی اصلیت کے مطابق، کسی فرقے کے رسمی دھرم کے بجائے ایک عام نظریہ زندگی اور بہترین نظام حیات کے طور پر پیش کرنے کا اہم فریضہ ہے۔

قرآن حکیم سے مولانا آزاد کا شغف بے حد بڑھا ہوا ہے۔اپنی زندگی اور سرگرمی کے ہر دور اور ہر گوشے میں انہوں نے بنیادی ہدایت ہمیشہ کتاب اللہ سے ہی حاصل کی اور اسی کی روشنی میں اپنے تمام خیالات پیش کیے اور عملی اقدامات اٹھاتے رہے جن کا تقاضا ان کے شعور، فرض اور وقت نے ان سے کیا۔ان کا نصب العین یہ تھا کہ دین اسلام میں اجتہاد کر کے ملت اسلامیہ کی تجدید اور انسانیت کی نشاۃ ثانیہ کا سامان فراہم کیا جائے۔اس مقصد عظیم کے لیے شروع سے آخر تک قرآن ہی مولانا آزاد کے تمام افکار واعمال کا منبع ومحور اور معیار ومرکز رہا۔وہ زندگی کا ایک خاص نظریہ رکھتے تھے اور ایک نظام حیات پر ان کا ایمان تھا۔یہ نظریہ ونظام سراسر قرآن سے ماخوذ ہے۔اسی لیے قرآن کو شریعت اسلامی کی بنیاد مان کر عصر حاضر میں اسلام کا احیا چاہتے رہے تا کہ انحرافات وبدعات کے وہ سارے پروپیگنڈہ نیست ونابود ہو جائیں جو زمانے کی ستم ظریفی کی وجہ سے عوام الناس کے دلوں میں گھر کر رکھا تھا۔وہ چاہتے تھے کہ باطل کا سینہ چاک ہو اور آفتاب کی طرح ایک بار پھر حق اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہو جائے تا کہ اسلام کی صداقت آج کی دنیا کے سامنے نئے سرے سے آشکارا ہو۔دین مبین، جدید تمدن وتہذیب کے مسائل کو آج اسی طرح حل کر کے دکھائے جس طرح اس نے قدیم تمدن وتہذیب کے مسائل کو چودہ سو سال قبل حل کر کے دکھائے تھے۔

مولانا آزاد نے اصلاح معاشرہ اور آزادی ملک کے لیے جو تحریک چلائی، ملت کی تجدید اور انسانیت کی نشاۃ ثانیہ کے لیے جو جدوجہد کی اس کا سارا نقشہ انہوں نے قرآن کی ہدایت سے ترتیب دیا اور قرآنی بصیرت کی روشنی میں ہی انہوں نے اپنے کردار کی بھی تشکیل وتعمیر کی۔کیونکہ قرآن کی تعلیم ہر دور اور ہر حال میں تمام انسانوں کے لیے رشد وہدایت ہے۔مولانا آزاد کے نزدیک اسلام نیشنلزم اور وطنیت باہم لازم وملزوم ہیں۔اسلام اپنے وطن کی آزادی کے لیے قربانی دینے کو منع نہیں کرتا بلکہ اپنے وطن سے محبت کرنے کو اسلامی فریضہ مانتا ہے۔انہوں نے بار بار دہرایا کہ:

> ”مسلمان ہندوستان میں رہتے ہیں۔ہندوستان کی خدمت ان کا دینی فرض ہے۔انہوں نے ہمیشہ نصیحت کی کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ پوری طرح متفق رہیں اور اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دیں۔“ ۸

ہندوستانی سیاست میں مولانا آزاد کی بنیادی قدریں مذہبی تھیں۔وہ بنیادی اخلاقی اور

انسانی قدروں کو اہمیت دیتے تھے اس لیے ان میں ایک عجیب ہم آہنگی تھی۔ وہ سیاست میں مذہب کی مداخلت کو برا تصور کرتے تھے۔ آزاد کا نقطہ نظر یہ تھا کہ مسلمان اپنی کوئی علاحدہ قومیت نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کے پاس تو صرف ان کا مذہب ہے، خدا ہے اور یہی وہ تصورات ہیں جو مسلمانوں کو متحد اور آمادہ عمل کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے مولانا آزاد کے تعزیتی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ مولانا آزاد نے سب سے بڑی خدمت یہ کی ہے کہ انہوں نے ہر مذہب کے لوگوں کو بتایا ہے کہ مذہب کے دو پہلو ہیں۔

> ''ایک نفاق پیدا کرتا ہے۔ لوگوں کو الگ الگ کرتا ہے، نفرت کے بیج بوتا ہے۔ یہ مذہب کا جھوٹا اور جعلی پہلو ہے۔ مذہب کی حقیقی اور اصلی روح لوگوں کو متحد کرتی ہے۔ مذہب کی روح خدمت پہ مائل کرتی ہے۔ دوسروں کے لیے قربانی دینے کا درس دیتی ہے۔ وحدت کو ماننے کی ہدایت کرتی ہے۔ افہام وتفہیم پیدا کرتی ہے۔ خدمت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ یہ سبق ان تمام جماعتوں اور افراد کو سیکھنا چاہئے جو چھوٹے چھوٹے گروہ بناتے ہیں۔ زبان کی بنیاد پر، صوبے کی بنیاد پر، ذات کی بنیاد پر، نسل کی بنیاد پر یا مذہبی تعصّبات کی بنا پر گروہ بندی کر کے زندگی کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی وفاداریوں کے ذریعے اجارہ داریاں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان وفاداریوں کو بڑی وفادی کے تابع کر دیں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کہ چھوٹی وفاداریاں توڑ دی جائیں، کوئی سکھ نہ رہے یا مسلمان، ہندو یا پارسی نہ رہے لیکن ہر ایک کو ملک، قوم اور انسانیت کا خادم بننا چاہئے۔ تب وہ سچا مسلمان ہے۔ سچا ہندو ہے۔ سچا عیسائی ہے۔ سچا بدھ ہے۔ سچا پارسی ہے اور سچا سکھ ہے۔ ہمیں مذہب کی اس سچی روح کو اپنی قومی زندگی میں کارفرما کرنا چاہیے۔''[9]

مولانا آزاد اپنے عہد میں حالات حاضرہ کے تقاضوں کے مطابق مذہب اسلام کو نئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی اور اپنے زمانے کی سیاست، ثقافت اور روزمرہ کو قرآن حکیم کے ارشادات کی روشنی میں دیکھنے کی دانشمندانہ جستجو کی۔ رسول پاکؐ کے سیاسی اور سماجی تجربوں کو پیش نظر

رکھ کر جمہوریت اور متحدہ قومیت کے جدید میلانات کو اسلام کے سیاسی اصول سے مربوط کرنے بھرپور سعی کی۔ان ساری کاوشوں میں ان کے عقل، منطق، اجتہاد فکر اور جرأت عمل کو بڑا عمل دخل رہا۔انہوں نے کہا کہ مسلمان کی حیثیت سے یہ ان کی ذمہ داری اور فرض ہے کہ وہ غیر ملکی ظلم وزیادتی اور استبداد کے خلاف، اپنے وطن کی آزادی اور اسلامی اداروں کی حفاظت کے لیے نعرہ حق بلند کریں۔

☆☆☆

حواشی:

۱۔قول فیصل، آزاد

۲۔ترجمان القرآن، آزاد

۳۔مضامین ابوالکلام آزاد، مرتبہ عقیل احمد جعفری، صفحہ ۱۱۶

۴۔قرآن کریم، سورہ ابراہیم

۵۔الہلال، ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء، صفحہ ۱۲

۶۔قرآن کریم، سورہ مائدہ

۷۔زبیر شاداب خان، ابوالکلام آزاد کا تصور دین‘ ۔ص ۱۸۵

۸۔ڈاکٹر کامل قریشی، ہمارے زمانے میں ابوالکلام آزاد کی معنویت۔ص ۴

۹۔مولانا ابوالکلام آزاد شخصیت اور کارنامے، خلیق انجم، اردو اکادمی دہلی۔